اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

۷ستمبر.... یوم تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

قرآن کریم، سنت نبویہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے یہ بات سورج کی روشنی سے زیادہ واضح اور روشن ہوچکی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ پر نازل ہونے والی وحی، آخری وحی، آپ کی امت، آخری امت ہے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کو صحابہ کرامؓ، آپ کے گھرانے کو اہل بیت عظام، آپ کی ازواج کو امہات المومنین جیسے پاکیزہ اور مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سوا چودہ سوسال سے امت مسلمہ میں یہی عقیدہ متواتر اور متوارث چلا آرہا ہے۔

تقریباً ایک صدی بیشتر برطانوی استعمار نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے امت مسلمہ کے اس متفقہ اور اجماعی عقیدے کے خلاف محاذ کھولا، اپنی دولت وحفاظت کی چھتری کے نیچے قادیان کے ایک شہری مرزا غلام احمد قادیانی کو ’’منصب نبوت‘‘ پر فائز کیا، جس نے اسلام کے متوازی ایک نیا دین بنایا۔ نبوت محمدیہ کے مقابل ایک نئی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی قادیانی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی نئی امت، مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں نیا مکۃ المسیح، مدینہ منورہ کے مقابلے میں مدینۃ المسیح، اسلامی حج کے مقابلے میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت، امہات المومنین کے مقابلے میں قادیانی ام المومنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلے میں قادیانی صحابہ کے القاب ونام تجویز کئے۔ اس بات کی تصدیق، اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود احمد قادیانی نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

ا:...’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ میاں محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل، ۳۰ر جولائی ۱۹۳۸ء)

۲:...اس طرح مرزا قادیانی کی اس نئی نبوت اور نئے دین کو نہ ماننے والے مسلمان کافر اور جہنمی قرار پائے، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

’’جو شخص تیری پرواہ نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘ (اشتہار معیار الاخیار، مندرجہ تبلیغ رسالت، ج:۹، ص:۲۷)

۳:...مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے لڑکے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

''کُل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت،ص:۳۵)

قادیانیوں کی ان ہفوات، بے ہودہ گوئیوں اور ان کے اسلام دشمنی کے اس گھٹیا کردار کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے۔ظاہر ہے انگریز نے جب خود اس پودے کو کاشت کیا تو وہ کیسے اس کو اکھاڑ سکتا تھا۔اس نے یہ مطالبہ نہ ماننا تھا اور نہ مانا۔انگریز کے دورِ اقتدار میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان باور کرا کر ہمیشہ مسلمانوں کی جاسوسی کرتے رہے، جو آج تک کر رہے ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد ملکی حالات کمزور دیکھ کر قادیانیوں نے ایک بار پھر اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں اور سر توڑ کوششیں کیں کہ کسی طرح پورا پاکستان نہ سہی کم از کم تھوڑی آبادی والا صوبہ، صوبہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنا دیا جائے۔ان کی خلافِ اسلام ان کارروائیوں کو روکنے اور علامہ اقبال مرحوم کے مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلائی گئی، جس کو جبر و تشدد اور فوجی طاقت سے بظاہر کچل دیا گیا، لیکن اس تحریک نے علمائے امت کی قیادت میں ہر مسلمان کے دل میں ایمانی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلامی کا ایٹم بم فٹ کر دیا، جس کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کی اپنی شرارت اور غنڈہ گردی کے نتیجے میں جب تحریک چلی تو خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک تمام مسلمان اپنے اتحاد، اتفاق اور ایک ہی مطالبہ کی بنا پر یک جان اور ''بنیانٌ مرصوص'' کی مثال پیش کر رہے تھے۔

۱:... مسلمانوں کی قیادت کی طرف سے مطالبہ تھا کہ تمام قادیانیوں (لاہوری گروپ ہو یا ربوی) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲:... پاکستان اسلامی ملک ہے۔قادیانیوں کو اس ملک کے کلیدی عہدوں اور مناصب سے ہٹایا جائے۔

۳:... قادیانیوں کو ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکا جائے اور اس کے سدباب کے لئے قانون بنایا جائے۔

تحریک ۱۹۷۴ء کی مختصر روئیداد یہ تھی کہ ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا میں انتخابات ہوئے، جس میں ایک طرف مسلمان طلبا اور دوسری طرف قادیانی طلبا تھے۔مسلمان طلبا کو کامیابی ملی ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعروں سے تمام مسلمان طلبا سرشار تھے۔اسی نشتر کالج کے طلبا جب سیر و سیاحت کے لئے ٹرین کے ذریعے پشاور جا رہے تھے تو چناب نگر اسٹیشن پر جب ٹرین رکی تو قادیانیوں نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا جس پر طلبا مشتعل ہو گئے ان طلبا نے ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگائے، قادیانیوں کو غصہ آیا اور انہوں نے واپسی پر ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر اسٹیشن پر ان طلبا پر ہلہ بول دیا، ڈنڈوں، سریوں سے مسلح قادیانی جتھے نے خوب اپنا غصہ نکالا، ان طلبا کو شدید زخمی کیا، کئی ایک طلبا بے ہوش ہو گئے، مسلمانوں کو اس کا علم ہوا تو پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف نفرت اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا، بلکہ ۱۹۵۳ء کی طرح اس تحریک کو بھی کچلنا چاہا۔

۳ رجون ۱۹۷۴ء کو تمام مسالک کے علماء کرام کا ایک نمائندہ اجتماع راولپنڈی میں منعقد ہوا، حکومت نے اسے ناکام بنانے کی اپنے تئیں پوری کوششیں کیں لیکن اسے ناکامی ہوئی۔۹ رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں اجتماع ہوا اور اس میں طے کیا:

''ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے۔یہ اجتماع ''ختم نبوت'' کے مسئلہ پر ہے۔اس کا دائرہ آخر تک محض دین رہے گا۔سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہئے جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دین ہی ہوگا اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ختم نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پُرامن ہوگا اور

اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا، اگر کوئی مزاحمت ہوئی یا تکلیف پیش آئی تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہو گا۔مظلوم بن کر رہنا ہوگا اور ہمارے مدمقابل صرف مرزائی امت ہوگی۔ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے ، اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔'' (ماہنامہ بینات کراچی، رمضان رشوال ۱۳۹۲ھ)

اسی اجتماع میں طے ہوا کہ ۱۴رجون ۱۹۷۴ءکو ملک میں مکمل ہڑتال ہوگی اور مرزائی امت کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۳رجون ۱۹۷۴ءکو وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے ریڈیو پر تقریر کی، لیکن اس تقریر میں حادثہ ربوہ پر کوئی ایک حرف نہیں کہا، ختم نبوت پر ایمان جتاتے ہوئے کہا کہ یہ نوے سال پرانا مسئلہ ہے اتنی جلدی کیسے حل ہوگا؟

۲۱رجون کو مجلس عمل کا اجلاس ہوا، اس میں وزیر اعظم کی تقریر پر غور وخوض کیا گیا اور طے کیا گیا کہ تحریک کو ہر ممکن پرُ امن رکھنے کی کوشش کی جائے۔قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہر صورت بچایا جائے۔علماء کرام نے پورے ملک کے دورے کئے، حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی، اس تحریک کے قائد اور میر کارواں محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہ تھے۔۲۰رجولائی ۱۹۷۴ءکو ملک بھر کے اخبارات میں حضرت بنوریؒ کو بدنام کرنے کے لئے حکومتی اشاروں پر اشتہارات چھپنا شروع ہوگئے۔حضرت نے اس کی طرف کوئی التفات نہیں فرمایا، اپنی پوری توجہ تحریک کو موثر اور کامیاب بنانے پر مرکوز رکھی۔ ۳۱رجولائی ۱۹۷۴ءکو وزیر اعظم نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلے کی تاریخ کا اعلان کردیا جائے گا، چنانچہ فیصلے کے لئے ۷رستمبر ۱۹۷۴ءکی تاریخ کا اعلان ہوا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے دو ماہ میں اٹھائیس اجلاس کئے اور چھیانوے گھنٹے نشستیں کیں۔مسلمانوں کی طرف سے ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی کتاب پیش کی گئی، قادیانیوں اور لاہوری گروپ کے نمائندوں نے اپنے اپنے موقف پر مبنی کتابچے پیش کئے۔ ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک بیالیس گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے سربراہ مرزا صدرالدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی، یوں یہ مسئلہ پوری قومی اسمبلی کے اراکین کے اتفاق سے حل ہوا اور قادیانیوں کو ان کے دیئے گئے اپنے بیانات کی روشنی اور ان پر کی گئی جرح کے نتیجے میں (خواہ لاہوری گروپ ہو یا ربوی) غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ الحمدللّٰہ، ثم الحمدللّٰہ! اور اب چالیس سال بعد قومی اسمبلی کی تمام تر کارروائی الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چھاپ کر تمام مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کردیا ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا ضروری ہے بلکہ تمام قادیانی بھی ایک بار اس کو ضرور پڑھ لیں تاکہ انہیں بھی تمام حقائق سے آگاہی ہو۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو تقریباً پینتالیس سال کا عرصہ گزر گیا اور نئی نسل جوان ہوکر ادھیڑ عمر کو پہنچ گئی ہے اور اسکے بعد کی نسل کو اس مسئلہ کی اصل حقیقت، وجوہات، اسباب، قادیانیوں کے عقائد، ان کا دجل وفریب اور ان کی سازشوں کا علم نہیں، انہیں مثبت، حکمت، دانائی سے بھر پور علمی اور تبلیغی انداز میں یہ سب بتانے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بڑھ کر قادیانیوں کی نئی نسل کو بھی اس بارہ میں آگاہ کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے تاکہ کل بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں تو کسی نے اصل عقائد سے روشناس ہی نہیں کرایا تھا تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ اس لئے تمام مسلمان بالخصوص علماء کرام اور مساجد کے ائمہ اور خطباء عظام کی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ مسلم عوام کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، ضرورت کے بارہ میں آگاہ کریں۔عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے بارہ میں بیدار کریں اور قادیانیوں کے فتنے سے ان کو روشناس کریں۔

وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین